قاضی عبدالودود بطور مرتّب و مدوِّن

ڈاکٹر عظمت رباب

Dr. Azmat Rubab

Assistant Professor, Department of Urdu,

Lahore College For Women University, Lahore

ڈاکٹر محمد خاں اشرف

Dr. Muhammad Khan Ashraf

Chairman, Department of Urdu

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Tadveen of Urdu texts during the 20th century has been carried out simultaneously, and often con-currently, at various centers of learning in different cities and provinces / states in India and Pakistan. These include Deccan, Lahore, Karachi, Delhi, Lucnow, Raam Pur and Patna etc, where it was carried out and these centres/ Cities determine its characteristics and tendencies. Any study of the tradition of Tadveen e Matn in Urdu has to take into account these centres as a whole describing their history as well as characteristics and evolution. These centres can be described as "Dabsitaan" in the tradition of Tadveen e Matn. Among these centres the Patna Dabistan has its own characteristics. Qazi Abdul Wadood is the main Mudavin of this center. In this article Dr. MUhammad Khan Ashraf and Dr. Azmt Rubab narrate and analyse the charactersitics and methods of Qazi Abdul Wadood's editing and Works.

اردو تدوینِ متن کی روایت میں ایک اہم دبستان، دبستانِ پٹنہ ہے۔ اس دبستان میں قاضی

عبدالودود، کلیم الدین احمد اور حمید عظیم آبادی کے علاوہ دیگر مدونین بھی شامل ہیں۔اس دبستان کے تحت عظیم آباد کے بہت سے مصنفین کی تحریریں محفوظ کی گئی ہیں۔ قاضی عبدالودود کی حیثیت ان میں سرخیل کی ہے۔ انہی کے اصولوں اور قواعد کی پابندی دیگر محققین کے ہاں نظر آتی ہے۔ قاضی عبدالودود کے ہاں حوالے میں احتیاط کا عنصر پایا جاتا ہے۔قاضی عبدالودو کا مختصر تعارف اور ان کی مرتب کتب کا جائزہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

قاضی عبدالودود مئی ۱۸۹۶ء کو جہان آباد (بہار) کی مشہور بستی کاکو میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام قاضی عبدالوحید تھا۔ قاضی عبدالودود نے ابتدائی درسی کتابیں گھر پر پڑھیں۔اس کے بعد کلام پاک حفظ کرنا شروع کیا، چودہ سال کی عمر میں کلامِ پاک حفظ کر لیا۔عربی صرف ونحو کا مطالعہ بھی کیا۔ ۱۹۱۶ء میں پٹنہ سے پرائیویٹ طور پر میٹرک کیا۔ ۱۹۱۸ء میں پٹنہ کالج سے آئی اے اور بی اے کیا۔ ۱۹۲۷ء میں کیمبرج سے اقتصادیات میں ٹرائی پوس کیا۔ کچھ عرصہ فرانس میں رہے اور فرانسیسی سیکھی۔ ۱۹۲۹ء میں بارایٹ لا ہوئے اور پھر اپنے وطن پٹنہ واپس آ گئے اور پریکٹس شروع کر دی۔ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۱۲ء، ۱۹۱۳ء سے ہوا۔ ۱۹۱۸ء میں مولوی عبدالحق کے ایما پر پٹنہ میں انجمن ترقی اردو کی شاخ قائم کی گئی تو قاضی عبدالودود سیکرٹری منتخب ہوئے اور عرصہ تک اپنا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ۲۵ جنوری ۱۹۸۴ء کو پٹنہ میں انتقال ہوا۔

تحقیق میں قاضی عبدالودود نے ایک معیار قائم کیا۔''عیارستان'' اور ''اشتر وسوزن'' میں چند تحقیقی کتب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔تدوین میں انھوں نے جن متون کو ترتیب دیا ان کا تجزیہ ذیل میں درج ہے:

ا۔دیوانِ جوشش

قاضی عبدالودود نے دیوانِ جوشش کو مرتب کیا ہے جو انجمن ترقی اردو ہند دہلی سے ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا۔عرضِ حال میں مرتب نے دیوان جوشش کے قلمی نسخوں کی دستیابی، جوشش کے واقعاتِ زندگی کی عدم دستیابی اور حواشی کی معلومات کو مختصراً درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''دیوان کا قلمی نسخہ جناب عبدالرشید نیموی سے مستعار ملا ہے۔ مرتب اس عنایت کے لیے ان کا نہایت ممنون ہے۔ بدقسمتی سے یہ نسخہ بہت سقیم حالت میں ہے اور بے انتہا غلط لکھا ہوا ہے۔''(۱)

مقدمہ میں سب سے پہلے تذکروں میں موجود جوشش کے ذکر سے متعلق اقتباسات کو درج کیا ہے۔ان تذکروں میں تذکرہ میر حسن ، تذکرہ شورش ، مسرت افزا ، گلشنِ سخن ، تذکرہ طبقات الشعرا ، گلزارِ ابراہیم ، تذکرہ عشقی ، تذکرہ ہندی ، ریاض الفصحا، گلشنِ ہند ، مجموعۂ نغز ، عمدۃ المنتخبہ ، گلشنِ بے خار ، گلستانِ بے خزاں ، تاریخ ادبیاتِ ہندی و ہندوستانی ، جلوۂ خضر اور

سخن شعرا شامل ہیں۔

خاندانی حالات کے عنوان کے تحت مرتب نے تفصیل سے جوشش کے والد جسونت رائے کا عظیم آباد سے تعلق اور پس منظر بیان کیا ہے کہ جسونت رائے کے تین بیٹے تھے بھگونت رائے، محمد عابد اور محمد روشن۔ محمد روشن ۱۱۵۰ھ کے لگ بھگ عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ تبدیل مذہب کا ہے۔ محمد روشن کی شعر گوئی کی ابتدا ۱۱۷۰ھ یا اس کے کچھ قبل و بعد میں ہوئی، جوشش تخلص اختیار کیا۔ ان کی وفات کا ذکر کسی تذکرے میں نہیں کیا گیا۔ تذکرۂ عشقی میں جوشش کے چار شاگردوں کا ذکر ملتا ہے۔ محمد قلی خاں مشتاق، میر افضل علی نیاز، مرزا علی رضا تمنا، میر منو عظیم آبادی۔

جوشش کی تصانیف کے ذکر کے تحت مرتب نے ان کی دو تصانیف ایک دیوان اور نثر میں ''رسالۂ قافیہ'' کا ذکر کیا ہے۔ ''رسالہ قافیہ'' فارسی قواعد کی کتاب ہے۔ دیوان کا صرف ایک نسخہ مرتب کو دستیاب ہوا۔ اس کے علاوہ شوق نیموی نے اس کا ذکر ''یادگارِ وطن'' میں کیا تھا۔ قاضی عبدالودود لکھتے ہیں کہ اس دیوان میں سے چند اوراق غائب ہیں۔ شوق نے اس دیوان پر جہاں جہاں کچھ ٹکڑے ضائع ہو گئے تھے انھوں نے حسبِ ضرورت چھوٹی بڑی چیپیاں لگائی ہیں۔ دیوان میں جہاں جہاں یہ عمل کیا گیا اس کی فہرست قاضی عبدالودود نے صفحہ و مصرعہ نمبر درج کر کے کی ہے۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''شوق مرحوم نے بعض صریح اغلاط کتابت کی تصحیح علاوہ کہیں کہیں اپنے عہد کی زبان یا اپنے ذوق کے مطابق کلام جوشش پر اصلاح بھی دی ہے۔ بعض مقامات پر اگر کسی تذکرے میں (غالباً گلشنِ بے خار) کوئی شعر ان سے مختلف نظر آیا ہے اور بہ صورت ان کے نزدیک قابل ترجیح ہے تو اصل میں ترمیم کر دی ہے۔'' (۲)

مرتب نے درج بالا تمام تصرفات کا ذکر حواشی میں کر دیا ہے۔ دیگر کی فہرست مقدمے میں درج کی ہے۔ کتاب کے آخر میں جو عبارت ہے اس کے مطابق کاتب کا نام سبحان علی ہے۔ مرتب نے دیوان کی ضخامت ۱۵۱ اوراق بتائی ہے۔ کاتب غلط نویس ہے۔ یائے معروف و مجہول، ک اور گ میں فرق نہیں، جہاں نقطوں کی ضرورت ہے وہاں نقطے نہیں ہیں اور جہاں ضرورت نہیں وہاں نقطے بڑھا دیے گئے ہیں۔ جوشش کی زبان کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

> ''جوشش کی زبان وہی ہے جو ان کے دہلوی معاصروں کی ہے بلکہ بعض باتوں میں ان کی زبان ان کے معاصرین کے مقابلے میں ہماری زبان سے قریب تر ہے۔'' (۳)

جوشش کی زبان اور املا کے بارے میں مرتب نے جو معلومات فراہم کی ہیں ان کو مختصراً ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

۱۔ نامانوس عربی فارسی الفاظ اور مصطلحات بہت کم ہیں۔

۲۔ لفظی و معنوی تصرفات ہیں مثلاً چار چشمی، گدازگی۔

۳۔ فارسی کی تقلید میں فعل وغیرہ کی صفت اس طرح لاتے ہیں کہ حروف ربط وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ فارسی حروفِ جار و ربط وغیرہ کا استعمال بے اعتدالی کے ساتھ نہیں ہے۔ فارسی کی تقلید میں علامتِ اضافت کو حذف کر دیتے ہیں۔

۴۔ الف ندا صرف لفظ ساقی اور شاہ کے ساتھ ملتا ہے۔

۵۔ فارسی محاوروں اور روزمرہ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ کلامِ جوشش کی فارسی اور عربی مفردات و مرکبات کی فہرست، ٹھیٹھ ہندوستانی مفردات و مرکبات، محاورات، روزمرہ، مصادر، جمع الجمع، افعال اور مصادر کی فہرستیں درج کی گئی ہیں۔ جوشش کی شاعری کے عنوان سے جوشش کے کلام کی خصوصیات درج کی گئی ہیں۔ ان کی شاعری میں متنوع مضامین ملتے ہیں۔ مبالغہ، حسن تعلیل اور تمثیل وغیرہ انھیں بہت مرغوب ہے۔ معرفت کے اشعار کثرت سے ہیں۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''اخلاق کی طرف یہ تصوف کی راہ سے آئے ہیں۔ اس لیے ان کی اخلاقی تعلیم وہی ہے جو صوفیا کی ہے یعنی تسلیم و رضا، فقر و فنا، صبر و توکل وغیرہ۔ جبر و اختیار کا مضمون ایک دو جگہ سے زیادہ نہیں ملتا۔'' (۴)

عشق حقیقی و مجازی دونوں کے شعر جوشش کے کلام میں ملتے ہیں۔ بوس و کنار کے مضامین میں عریانی نہیں۔ طنز آمیز مضامین کم ہیں۔ جوشش نے قصائد اور مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ شیخ و زاہد کی تضحیک کے اشعار بھی ہیں۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''جوشش اپنے کلام سے ایک سلیم الطبع اعتدال پسند آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ فلسفیانہ بالغ النظری بھی ہوتی تو ان کے کلام میں ایک خاص رنگ پیدا ہو جاتا۔ اس کے بغیر ان کی اعتدال پسندی ان کی شاعری کے لیے چنداں مفید ثابت نہیں ہوئی۔'' (۵)

جوشش نے سودا اور میر کی زمینوں میں بھی غزلیں کہی ہیں۔

مرتب نے حواشی کے عنوان کے تحت اپنے درج کردہ حواشی کے طریق کار کی وضاحت کی ہے اور اس کے فوراً بعد متن سے قبل حواشی درج کر دیے ہیں۔ انھوں نے طریق کار یوں بیان کیا ہے:

> ''صفحوں کا شمار نشان- کے اوپر ہے، اشعار یا مصرعوں کا شمار اس کے نیچے یا اس کے بعد ہے۔ حصہ اول، دوم و سوم میں اشعار کے شمار دیے گئے ہیں۔ باقی حصوں میں مصرعوں کے۔ قوسین کے اندر اشعار کے شمار ہیں۔ کسی شعر کا شمار اگر قوسین کے اندر پایا جائے تو اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ شعر یا تو کسی شعر کا جس

کا حوالہ دیا گیا ہے، ہم معنی یا قریب المعنی ہے یا اس کے سمجھنے میں اس سے مدد ملتی ہے۔''(۶)

حواشی کو چھ (۶) حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان حصوں کی تقسیم یوں کی گئی ہے:

حصہ ۱۔ وہ اشعار جن میں اساتذہ کے کلام سے استفادہ کیا گیا ہے

حصہ ۲۔ اشعار کے مطالب اور حسن و قبح سے بحث۔ جوشش کے ہم معنی اشعار۔

حصہ ۳۔ اس میں ان اختلافات کا ذکر ہے جو قیاسی اضافہ و تصحیح کی وجہ سے ن و ط میں پیدا ہو گئے ہیں۔ تذکروں کے اختلافاتِ نسخ کا ذکر بھی اسی حصے میں ہے۔

حصہ ۴۔ مرتب نے ن کے بعض غلط مقامات کو ط میں نقل کر دیا ہے تصحیح نہ ہو سکی۔ اس حصے میں ان کی طرف اشارہ ہے۔

حصہ ۵۔ مثل حصہ ۴ لیکن مرتب نے غلط الفاظ کی جگہ حواشی میں صحیح الفاظ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

حصہ ۶۔ میں ان نقاط کی تصریح ہے جو ط میں جا بہ جا پائے جاتے ہیں۔

حصہ اول میں جوشش کے ان اشعار کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں انھوں نے اساتذہ کے کلام سے استفادہ کیا ہے۔ اشعار کے ساتھ ساتھ یہ بھی درج کر دیا گیا ہے کہ کس شاعر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

نالہ ہے سو بے اثر اور آہ بے تاثیر ہے　　　سنگ دل کیا تجھ کو کہیے اپنی ہی تقصیر ہے درد(۷)

چمن ہے کس کی گرفتار زلف و کاکل کا　　　کہ اس قدر ہے پریشان حال سنبل کا سودا(۸)

حواشی کے حصہ دوم میں اشعار کے مطالب اور محاسن و معائب کی نشاندہی کی گئی ہے، ہم معنی اشعار بھی درج کیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں ذیل میں دو مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

متن میں صفحہ ۴ پر شعر نمبر دس (۱۰) یہ ہے:

جز درد و غم اس دہر میں صد شکر نہیں ہیں　　　مطلوب کسی کو نہ طلب گار کسی کا(۹)

حاشیے میں مرتب نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

''۴/۱۰ درد و غم کے سوا نہ میرا کوئی طالب ہے نہ مطلوب''(۱۰)

صفحہ نمبر ۱۶۳ کا شعر نمبر ۱۷، غزل ۴۵۱ کا دوسرا شعر ہے

خضر ہر چند پہنچے آب حیات　　　زندگی جیسے پانی کی رو ہے(۱۱)

حاشیے میں متن کے صفحہ نمبر اور شعر نمبر کا حوالہ دے کر اس کے بارے میں مرتب نے اپنی رائے کا یوں اظہار کیا ہے:

''۱۶۳/۱۷ مطلب صاف نہیں لیکن اس کا احتمال کم ہے کہ کاتب نے غلطی کی

ہو۔''(۱۲)

حواشی کے حصہ ۲ اور ۳ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ صفحہ ۱۰۰ کی دوسری سطر میں حصہ ۲ ختم ہوا اور اس کے ساتھ ہی حصہ ۳ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اسے نمایاں کرنے کے لیے نہ تو اس کا فونٹ بڑا کیا گیا ہے نہ ہی اسے خط کشیدہ کیا گیا ہے اور نہ ہی اسے دوسری سطر سے شروع کیا گیا ہے۔ حصہ ۳ میں اختلافاتِ متن درج کیے گئے ہیں۔ طریق کار یہ ہے کہ پہلے ط کے یعنی طبع نسخہ کے الفاظ ہیں اس کے بعد نسخوں کے اختلافات درج کیے گئے ہیں۔ یہاں اس حصے میں آ کر یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ یہاں جو مخففات دیے گئے ہیں ان کا ذکر اور تفصیل کہاں ہے۔ اس کے لیے ہمیں آخری صفحے سے رہنمائی ملتی ہے جہاں اشارات و مخففات کے عنوان سے بہت سے اشارات و مخففات درج ہیں۔ یہ فہرست ذیل میں درج کی جا رہی ہے:

+ قابل ترجیح

× غلط ہے

اصلاح: شوق نیموی کی اصلاح

اضافہ: کاتب ن نے سہواً جو الفاظ چھوڑ دیے ہیں ان کی جگہ مرتب کی طرف سے اضافہ

ث: تانیث یا مؤنث

حاشیہ: مصرع کے متعلق حواشی دیکھے جائیں

حسن: تذکرہ میر حسن یا خود میر حسن

خ: گلزارِ ابراہیم

خ: ایضاً قلمی۔ قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں اختلاف کی صورت میں یہ فرق ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اگر کوئی شعر مطبوعہ میں نہیں جب بھی خ استعمال ہوا ہے۔

خ پٹنہ: نسخہ گلزار ابراہیم پٹنہ یونیورسٹی

خ مشرقیہ: نسخہ ایضاً کتب خانہ مشرقیہ بانکی پور

ذ: تذکیر یا مذکر

ش: تذکرۂ شورش

شیفتہ: گلشنِ بے خار مصنفہ شیفتہ

ط: نسخہ مطبوعہ دیوانِ جوشش

ع: تذکرہ عشقی عظیم آبادی

ف: مسرت افزا

ق: قطعہ

قت: تذکرہ قدرت وشوق

ک متروک: مرتب کا متروک سمجھنا ضروری نہیں

م: گلشنِ سخن مصنفہ مبتلا

ن: قلمی نسخہ دیوانِ جوشش

و: واحد

مخففات کی اس فہرست کے بعد جب ہم حواشی کی طرف رجوع کرتے ہیں تو بات کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ اس تیسرے حصے میں اختلافاتِ نسخ درج کیے گئے ہیں اور اس حصے کو مزید سترہ اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اب یہ اجزا کی تقسیم کیا ہے اس کے بارے میں کچھ معلومات کہیں سے نہیں ملتیں۔ جز و ایک کا پہلا حوالہ متن میں صفحہ ۲ شعر ۷ درج کیا گیا ہے: شعر یوں ہے:

دیکھے تیشہ جو کبھی تیری جفا کاری کا — کوہ کن ہو تو نہ دم مارے وفا داری کا

اس شعر کے اختلافاتِ نسخ یوں درج کیے گئے ہیں:

۲/ ۷ دیکھے تیشہ جو کبھی نش: دیکھ کر رنگ صنم ،خم: دیکھ کر رنگ ستم × شیفتہ شیفتہ ۱۵ کے غیروں: رقیبوں شخ ۱۹ ترے غالباً اصلاح: مرے ش دوسری صورت میں ’تفتہ‘ جگر کی صفت ہے۔ ۲۰ سکتا ش۔ آج کل ’سقر‘ تذکیر ہے۔ ۲۹ گر خعم: گو نشخ ۳۰ سودائے محبت ہے سودا تو کبھو سر سے خ ۳۰ ہے: تو شعم۔“(۱۳)

درج بالا حوالے میں صفحہ نمبر ۲ اور شعر نمبر ۷ درج کیا گیا ہے لیکن درست صورت حال یہ ہے کہ صفحہ نمبر کا اندراج تو درست ہے یعنی جس شعر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ صفحہ نمبر ۲ ہی پر درج ہے لیکن شعر نمبر غلط درج کیا گیا ہے متن میں یہ شعر چوتھے نمبر پر ہے اس لیے اس حوالے میں ۷ کے بجائے ۴ کا اندراج ہونا چاہیے تھا۔ اس کے جو حوالے دیے گئے ہیں وہ اتنے کثیر العلامات ہیں کہ ان میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا کہ کون سا حوالہ کس کا ہے۔

دیوانِ جوشش سے چند اشعار بطور نمونہ کلام درج ذیل ہیں:

میرے دل کو اور جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا — مجھ ہی پر موقوف تھا تیغ آزمانا عشق کا (۱۴)

مرے جب تک کہ دم میں دم رہے گا — یہی رونا یہی ماتم رہے گا (۱۵)

سامنے اس کے رو نہیں سکتا — چپ رہوں یہ بھی ہو نہیں سکتا (۱۶)

دیدار کی ترے نہ گئی آرزو ہنوز — ہم مر گئے پر آنکھوں میں پھرتا ہے تو ہنوز (۱۷)

نے جالینوس میں ہے نہ فلاطوں نہ بوعلی — لیٹے ہیں کیا کیا صاحبِ ادراک زیرِ خاک (۱۸)

جان دینے پہ مستعد ہوں میں زخمِ دل کب شمار کرتا ہوں(۱۹)
ٹوٹے ہزار مجھ پر یاں آسمان غم کا کچھ غم نہیں ہے میری اللہ پر نظر ہے (۲۰)

مرتب نے دیوانِ جوشش کوایک نسخے کی مدد سے ترتیب دیا ہے۔مقدمے میں جوشش کے حالات اور تصانیف کا ذکر کیا ہے،لسانی خصوصیات کو درج کیا گیا ہے، جوشش کے قبولِ اسلام کا ذکر تاریخی حوالوں کی مدد سے کیا ہے، حواشی میں الفاظ وتراکیب کی وضاحت کی گئی ہے لیکن مقدمے میں حواشی درج کرنے کا طریق کار تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔

۲۔تذکرۂ شعرا ،ابن امین اللہ طوفاں

قاضی عبدالودود نے ابن امین اللہ طوفاں کا تذکرۂ شعرا ترتیب دیا جو پہلی بار ۱۹۵۴ء میں آزاد پریس ، سبزی باغ پٹنہ سے شائع ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۹۵ء میں خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ سے شائع ہوا۔

’’حرفِ چند‘ عابد رضا بیدار نے تحریر کیا ہے۔اس میں انھوں نے تذکرہ شعرا کے پہلے اڈیشن کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ تذکرے کے قلمی نسخہ پر مصنف کا نام نہیں تھا البتہ والد امین اللہ طوفان کا ذکر موجود ہے اس لیے قاضی عبدالودود نے تذکرہ کے سرورق پر ابن امین اللہ طوفان درج کیا تھا اور یہ بھی لکھا کہ مصنف عظیم اللہ رغمی کے بھائی تھے۔قاضی صاحب کے حوالے سے عابد رضا بیدار مزید لکھتے ہیں:

> ’’قاضی صاحب نے یہ تذکرہ ۱۹۵۴ء میں مرتب کیا۔۱۹۸۱ء آتے آتے پھر وہ کہنے لگے تھے ’’اب میرا خیال ہے کہ اس کا امکان بھی ہے کہ خود رغمی نے یہ تذکرہ (تذکرہ ابن طوفان) لکھا ہو۔(انتخاب رغمی مرتبہ ڈاکٹر محمد انصاراللہ،ص ۳۷)‘‘ (۲۱)

مقدمہ میں قاضی عبدالودود نے تذکروں اور بیاضوں کا فرق اور اشتراک بیان کیا ہے۔ان خصوصیات کے بعد مرتب لکھتے ہیں:

> ’’تذکرہ ہذا جس کا کوئی نام مصنف نے نہیں رکھا، کسی کتاب کا ضمیمہ معلوم ہوتا ہے۔‘‘ (۲۲)

تذکرے کا متن انیس (۱۹) صفحات پر مشتمل ہے اور قاضی عبدالودود کے حواشی وملحقات ۸۶ صفحات پر مشتمل ہیں جبکہ اس کے قلمی نسخے کے بارے میں حاشیہ میں درج ذیل معلومات فراہم کی ہیں:

> ’’منحصر فرد، ملک کتب خانہ مشرقیہ پٹنہ، ۱۶ صفحے، نام کاتب وسنہ کتابت ندارد، قیاس کہتا ہے کہ سو برس سے کم کا نہیں۔‘‘ (۲۳)

مصنف کا نام معلوم نہیں تاہم تذکرے سے پتا چلتا ہے کہ شاعر امین اللہ طوفاں مصنف کے

والد اور شاعر خان الہ آبادی ان کے استاد ہیں۔ امین اللہ طوفاں کا تذکرہ کسی اور تذکرے میں نہیں تاہم یادگارِ ضیغم مطبوعہ ۱۳۰۲ھ میں عظیم اللہ رغمی کے احوال میں ان کے والد کا نام امین اللہ طوفاں بتایا گیا ہے۔ آزاد نے آب حیات میں رغمی کی وساطت سے ناسخ سے متعلق حصول معلومات کا ذکر کرتے ان کے والد کے بارے میں نام لیے بغیر جو باتیں حوالہ قلم کی ہیں، مرتب نے وہ اقتباس درج کیا ہے۔ اور درج ذیل نتیجہ اخذ کیا ہے:

> ''میرے نزدیک اس کی بہ نسبت کہ خود رغمی اس کے مصنف ہیں یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ ان کے کسی بھائی کے رشحات قلم سے ہے۔'' (۲۴)

مرتب نے اس تذکرے کا زمانہ تصنیف داخلی شہادتوں کی بنا پر ۵ ذی الحجہ ۱۲۴۷ھ کے بعد اور رجب ۱۲۵۱ھ سے پہلے قرار دیا ہے۔ تذکرے کے مشتملات کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

> ''اس تذکرے میں ۴۱ شاعروں سے متعلق عبارات نثر اور ان کے اشعار منتخب ہیں جن کی مجموعی تعداد ۵۷۲ ہے۔ سب سے زیادہ اشعار ناسخ کے ہیں اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مصنف کے والد کے ناسخ سے گہرے تعلقات تھے اور یوں بھی ناسخ اس زمانے میں دبستانِ لکھنو کے سب سے بڑے شاعر سمجھے جاتے تھے۔'' (۲۵)

قاضی عبدالودود نے قلمی نسخے اور مطبوعہ نسخہ کے اختلافات درج ذیل بیان کیے ہیں:

۱۔ ن میں اگر کوئی لفظ یا حرف صریحاً کاتب سے چھوٹ گیا ہے تو نسخہ مطبوعہ میں اسے قوسین کے اندر درج کیا گیا ہے۔

۲۔ ن کا کوئی لفظ کسی وجہ سے ضائع ہو گیا ہے یا بالکل پڑھا نہیں جاتا تو اس کی جگہ نقطے دے دیے گئے ہیں۔

۳۔ اغلاط املا درست کر دیے گئے ہیں۔

۴۔ ن میں کچھ رباعیوں اور قطعوں سے پہلے لفظ رباعی مرقوم ہے، یہ بالالتزام حذف کر دیا گیا ہے اور اشعار سے قبل از وست کے الفاظ نکال دیے گئے ہیں۔

۵۔ اشعار کی تعداد ن میں نہیں، نسخہ مطبوعہ میں مرتب نے بڑھائی ہے۔

۶۔ حواشی میں مصنف کی اغلاط کی تصحیح کی گئی ہے، خاص خاص شعرا کے حالات کے کلام میں اضافہ کیا گیا ہے اور تذکرے کے اشعار اگر کہیں اور مختلف نظر آئے ہیں تو اس کا ذکر بھی حواشی میں کر دیا گیا ہے۔

تذکرہ شعرا کے متن کا آغاز میر درد سے ہوتا ہے۔

''حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ از کملین زمانہ و در جمیع علوم و فنون یگانہ بود (۱)

مضمون شعرش درد آلود است۔'' (۲۶)

اس کے حاشیے میں مرتب نے لکھا ہے:

''یہ بڑا مبالغہ ہے کہ درد ''جمیع علوم وفنون'' میں ''یگانہ'' تھے۔'' (۲۷)

اس وضاحت کے بعد متن میں موجود رباعی کے حوالے سے دیوانِ درد کے قلمی نسخوں اور اشاعت کے حوالے سے مفصل معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ مطبع نظامی بدایوں کے نسخے کو حال کے نسخوں میں سب سے اچھا قرار دیا ہے۔ درد کے ایسے اشعار کا ذکر بھی کیا ہے جو ان کے قلمی یا مطبوعہ دواوین میں نہیں ملتے اور تذکروں میں موجود ہیں۔ پھر ان اشعار کو درج کیا ہے۔ اس طرح درد کے حوالے سے ان کے دیوان اور کلام کے بارے میں مفید معلومات حواشی میں نمبر ایک کے تحت درج ہیں۔ قاضی صاحب کا یہ انداز ان کی تصانیف ''عیارستان'' اور ''اشتر وسوزن'' میں بھی پایا جاتا ہے جس میں انھوں نے مختلف کتب کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ نکات وار پیش کیا ہے۔

مرزا کلب حسین خاں، نادر کے بارے میں طوفاں لکھتے ہیں:

''مرزا کلب حسین خاں، نادر تخلص بہ ہنگامہ میکہ در لکھنو بہ مصاحبت امیرے بود از خواجہ حیدر علی، آتش اصلاح میگرفت و باز در الہ آباد از شیخ ناسخ ایک سال شاگردی کرد، دریں روز ہا بنواح غاز یپور است:'' (۲۸)

مرتب نے نادر کے بارے میں جو حواشی درج کیے ہیں وہ ان کی شاگردی کے حوالے سے ہیں ان کے عہدوں اور تصانیف اور جلوۂ خضر میں صفیر نادر سے اپنی ملاقات، فارسی خط اور اپنی غزل پر نادر کے مخمس درج کرنے کا بیان ہے اسے مرتب نے حواشی میں اقتباس کی صورت میں درج کیا ہے۔

''ناصر و محسن نے نادر کو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے اور تلمذ آتش کی طرف اشارہ نہیں کیا، نساخ نے دونوں کی شاگردی کا ذکر کیا ہے؛ صفیر بلگرامی نے تلامذۂ ناسخ کے ذیل میں ان کا حال لکھنے کے بعد شاگردان آتش کی فصل میں بھی انھیں داخل کیا ہے۔۔۔۔ محسن نے ان کے تذکرۂ شوکت نادری کا ذکر کیا ہے، ان کا ایک تذکرہ کتب خانۂ رضائیہ رام پور میں ہے، غالباً یہی۔'' (۲۹)

درج بالا طریق کار کے مطابق قاضی عبدالودود نے اس تذکرے کو ترتیب دیا ہے۔ اس طرح یہ تذکرہ جدید تحقیقی معلومات سے مزین ہو کر زیادہ مفید ہو گیا ہے۔ مرتب نے تذکرے میں موجود شعرا کے بارے میں تفصیلی معلومات حواشی میں درج کی ہیں، غلط بیانات کی تصحیح حوالوں کی مدد سے کی ہے۔

۳۔ دیوانِ رضا عظیم آبادی

قاضی عبدالودود نے رضا عظیم آبادی کا دیوان مرتب کیا ہے جو ادارۂ تحقیقاتِ اردو پٹنہ سے ۱۹۵۶ء میں پہلی بار اور دوسری بار ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔

''پیش گفتار'' میں مرتب نے اپنے مخصوص طریق کار کے مطابق پہلے تذکروں میں موجود رضا عظیم آبادی کے اقتباسات کو درج کیا ہے۔ تذکرہ شورش عظیم آبادی ، تذکرہ مسرت افزا ، گلشن سخن ، گلزارِ ابراہیم ، تذکرہ عشقی عظیم آبادی ، تذکرہ ہندی ، ریاض الفصحا ، مجموعہ نغز ، عیار الشعرا ، نشتر سخن ، گلشنِ بے خار ، چمن بے نظیر اور سخن شعرا میں رضا عظیم آبادی کے جو تراجم دیے گئے ہیں ان کے اقتباسات کو درج کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ بیانات کی تائید و تردید بھی کی ہے۔ مرتب نے جن تذکروں کے حوالے دیے ہیں ان کے زیادہ تر کے مخطوطات ان کے مدِ نظر رہے ہیں مثلاً تذکرہ شورش عظیم آبادی میں رضا کے والد جمال کے حوالے سے مرتب لکھتے ہیں:

> ''اشپرنگر نے جمال کی ریختہ گوئی کا بہ صراحت ذکر نہیں کیا لیکن تذکرۂ شورش میں ان کا ترجمہ ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ریختہ بھی کہتے ہوں گے اور ان کے اردو کلام کا نمونہ اس تذکرے میں ہوگا۔'' (۳۰)

اسی طرح گلشنِ سخن کے دو نسخوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''گلشنِ سخن کے دو نسخے ہیں ایک لکھنؤ میں، دوسرا رام پور میں۔ نسخہ رام پور سے جناب عرشی نے رضا کا ترجمہ اور اشعار نقل کر کے بھیجے ہیں۔ میں ان کا نہایت ممنون ہوں۔'' (۳۱)

ان تذکروں سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کے مطابق رضا کا نام میر محمد رضا تھا۔ وہ عظیم آباد کے رہنے والے تھے۔ ۱۱۶۳ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ ان کے والد میر جمال الدین حسین جمالؔ بھی شاعر تھے۔ صرف و نحو اور فارسی کی تحصیل کے بعد سخن وران عظیم آباد کے فیضِ صحبت سے رضا میں ریختہ گوئی کا شوق پیدا ہوا اور رضا تخلص اختیار کیا، میر ضیاء الدین ضیا کی شاگردی اختیار کی۔ انھوں نے لکھنؤ اور مرشد آباد کے سفر بھی کیے۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''۱۲۱۶ھ میں رضا مشہور شیعی عالم دلدار علی مرحوم سے ملنے کے لیے لکھنؤ جا رہے تھے کہ بنارس میں دو تین دن میر علی، ناظر عدالت بنارس کے مکان پر ٹھہر گئے اور وہیں عشقی کو ان سے ملنے کا موقع ملا۔ اسی سال لکھنؤ سے مرشد آباد واپس جانے کے بعد ان کا انتقال ہوا۔'' (۳۲)

رضا عربی صرف و نحو، علم نائکا، بھید و عروض و قافیہ میں مہارت رکھتے تھے۔ زہد کی جانب لگاؤ تھا۔ ان کے ایک شاگرد جعفر کا ذکر تذکرۂ عشقی میں ملتا ہے۔ تصانیف میں ان سے ایک فارسی دیوان منسوب کیا جاتا ہے جو مرتب کی تحقیق کے مطابق رضا کا نہیں ہے۔ اردو دیوان کے دو نسخے سید وکیل احمد کی ملکیت ہیں جو انھیں مرشد آباد کے کسی کتب خانے سے دستیاب ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نسخے کو

مرتب نے ن اور دوسرے کو ن الف کا نام دیا ہے۔ دونوں کی تقطیع ایک ہی ہے۔ مرتب کے بقول ن الف اس کی نقل ہے۔ ن الف کے اول و آخر کے اوراق موجود ہیں لیکن درمیان سے بہت سے اوراق غائب ہیں۔ اس کے خاتمے سے علم ہوتا ہے کہ شیخ حفیظ اللہ نے کلب علی خاں کے لیے یہ نسخہ کتابت کیا تھا۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''دیوانِ مطبوعہ میں ن اور ن الف سے ۱۷۵۶ شعر لیے گئے ہیں۔ اگر میرا یہ خیال صحیح ہے کہ ن الف، ن کی نقل ہے تو اس بنا پر کہ ن کے آخری اجزا جو ضائع ہو گئے ہیں ن الف میں موجود ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کاتب ن الف نے نقل کرنے میں سہواً جو اشعار چھوڑ دیے ہیں ان سے قطع نظر ن مکمل موجود ہے۔''(۳۳)

مرتب یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان دونوں نسخوں میں رضا کا مکمل کلام نہیں ہے کیونکہ تذکروں میں ۲۵/اشعار ایسے ملتے ہیں جو ان دونوں نسخوں میں نہیں۔ دیوانِ رضا عظیم آبادی کے املا کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں کہ جو اصول دیوانِ جوشش کی ترتیب میں روا رکھے گئے تھے وہ اس دیوان میں بھی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ الفاظ جو ''ز'' سے لکھے گئے تھے دیوانِ رضا میں ''ذ'' کے ساتھ ملیں گے۔ زبان کے بارے میں قاضی عبدالودود لکھتے ہیں:

> ''رضا کی زبان وہی ہے جو ان کے دہلوی ہم عصروں کی ہے۔ بہار و بنگالہ کا اثر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا۔''(۳۴)

رضا عظیم آبادی کے املا کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ رضا عربی دان تھے لیکن کوئی نامانوس عربی لفظ انھوں نے استعمال نہیں کیا۔ عربی الفاظ جس طرح ہندوستان میں مستعمل تھے انھوں نے اسی طرح استعمال کیے۔

۲۔ اسی طرح فارسی کے نامانوس الفاظ بھی بہت کم ہیں۔

۳۔ شاعر نے بعض الفاظ میں خود تصرف کیا ہے یا قدیم تصرفات کو قبول کیا ہے مثلاً لاچار، دوانا۔

۴۔ فارسی اور عربی مادوں سے جو مصادر اردو والوں نے بنائے ہیں انھیں استعمال کیا ہے مثلاً بدلنا، بخشنا، فرمانا۔

۵۔ عربی، فارسی اور ہندوستانی الفاظ کی تراکیب کا استعمال کیا ہے مثلاً بے چین، دل جلا، طوفان بھرے۔

۶۔ فارسی، عربی یا ہندوستانی الفاظ میں واوِ عطف لائے بغیر مرکبات بنا لیتے ہیں مثلاً تن بدن، بوباس۔

۷۔ الف ندا کا استعمال کیا ہے مثلاً قاصدا، ساقیا۔

۸۔ واوٴ عطف کا استعمال کیا ہے مثلاً کیا دیرو کیا حرم، نام ونشان۔

۹۔ دو فارسی الفاظ کے درمیان کبھی واوٴ عطف نہیں لاتے مثلاً دل جگر۔

۱۰۔ فارسی حروف جار اور ربط کم استعمال کیے ہیں۔

فارسی اور عربی کے مفردات و مرکبات کی طویل فہرست ہے۔ اس کے بعد ہندوستانی مفردات و مرکبات کی فہرست ہے۔ یہ مفردات و مرکبات جس غزل یا شعر میں آئے ہیں ان کا اندراج بھی کر دیا ہے۔ حاشیے میں ان نمبروں کی وضاحت یوں کی ہے:

> ''(۱) اگر ایک ہندسہ ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس سے غزل کا شمار مراد ہے اگر دو تو اوپر غزل کا اور نیچے شعر کا شمار ہے۔ ذ سے مراد مذکر اور ث سے مراد موٴنث ہے۔'' (۳۵)

ان مرکبات میں سے دو کی مثالیں ذیل میں درج کی جا رہی ہیں تا کہ مرتب کا طریق کار واضح ہو سکے۔

''مور دِسفر، گویا، خطِ شکستہ، کینہ پرور، بے جگر، رعشہ، غریب غریب سے ہو کر ۱۷۵'' (۳۶)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ درج بالا مرکبات غزل نمبر ۱۷۵ میں استعمال کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے:

''کسی پر محشر ۳۲، ۳۳/ ۱، کسی کا حشر ۳۴'' (۳۷)

متن صفحہ ایک تا ۷۵ کو محیط ہے۔ غزل کے پہلے شعر کے درمیان یعنی دو مصرعوں کے درمیان میں غزل کا نمبر شمار درج ہے۔ دائیں صفحے کے دائیں یا بائیں طرف غزل کے اشعار نمبر درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً غزل نمبر ایک کا پہلا شعر یوں ہے:

ایمن کی تھی نہ وادی و نہ نخل طور تھا ۔۔۔ روشن ہمارے دل میں ترا جب سے نور تھا (۳۸)

غزل نمبر سات کا دوسرا شعر یوں درج ہے:

رنگِ حنا سے اتنا کہاں سرخ سپ بتا ۔۔۔ کس بے گنہ کا خوں ترے ہاتھوں میں جم رہا (۳۹)

غزل ۴ کا تیسرا شعر ہے:

یہہ دل ہے لڑکوں کا نہ گھروندا سمجھ اسے ۔۔۔ بگڑا تو پھر کسی سے سنوارا نہ جائے گا (۴۰)

غزل ۱۲۴ کا مقطع یوں ہے:

رضا لوٹا ہے کس سفاک نے آہ ۔۔۔ کبھی دل کو ترے دیکھا نہ آباد (۴۱)

غزل ۱۷۲ کا مقطع:

اے رضا ہم مل گئے اس سے گلے پی کر شراب ۔۔۔ گو ہیں دیوانے پر اپنے کام کے سیانے ہیں ہم (۴۲)

غزل ۲۸۴ کا تیسرا شعر:

تو اور ہی کو ڈرا روز حشر سے واعظ　　شبِ فراق میں ہم نے عذاب دیکھا ہے(۴۳)

غزل نمبر ۳۳۱ سے ۳۴۷ تک ن اور ن الف میں نہیں ہیں بلکہ یہ غزلیات تذکروں میں دیے گئے کلام سے ترتیب دی گئی ہیں۔

مرتب نے دو نسخوں کی مدد سے رضا عظیم آبادی کا کلام مرتب کیا ہے، لسانی خصوصیات کو تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔

۴۔قاطع برہان ملقب بہ درفش کاویانی ورسائل متعلقہ

غالب نے مشہور فارسی لغت ''برہانِ قاطع'' پر جو اعتراضات ''قاطع برہان'' میں کیے تھے اور اس سلسلے میں طرفین سے جو تحریریں سامنے آئی تھیں انھیں قاضی عبدالودود نے یک جا ترتیب دے دیا ہے جو ادارہ تحقیقات اردو پٹنہ سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔۔پہلی جلد ا سکے متن پر مشتمل ہے۔اس کی فہرست میں قاطع برہان، درفش کاویانی، سوالات عبدالکریم، لطائف غیبی، نامۂ غالب اور تیغ تیز شامل ہیں۔پیش گفتار میں قاضی عبدالودود دیگر جلدوں کے بارے میں یوں معلومات فراہم کرتے ہیں:

> ''جلد ۱ و ۲ ایک دوسرے کا جز و لاینفک ہیں۔دوسری جلد میں غالب کے وہ حواشی ہوں گے جو انھوں نے قاطع برہان وغیرہ پر لکھے تھے اور بعض خطوط بھی جن کا تعلق قاطع برہان سے ہے۔دونوں جلدوں کا مقدمہ، حواشی اور اشاریات وغیرہ ایک ساتھ جلد میں ہوں گے۔''(۴۴)

قاضی عبدالودود نے قاطع برہان کے سلسلے میں لکھی جانے والی تمام تحریروں کو جلد اول میں یک جا کر دیا ہے۔غالب کے حوالے سے یہ تحریریں اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۵۔دیوانِ نوازش (نوازش لکھنوی م ۱۲۷۱ھ) تقدیم قاضی عبدالودود

دیوان نوازش کے متن کی فوٹو آفسیٹ نقل دی گئی ہے جو خدا بخش لائبریری پٹنہ سے ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔قاضی عبدالودود نے اس کا مقدمہ لکھا ہے، اس متن کی تدوین نہیں کی گئی محض اس کے متن کی آفسیٹ نقل پیش کی گئی ہے۔حرفے چند میں عابد رضا بیدار نے اس دیوان کی اہمیت بیان کی ہے کہ نوازش، رجب علی بیگ سرور کے استاد تھے۔سرور نے فسانہ عجائب میں استاد کے اشعار کہیں ہو بہو اور کہیں ترمیم کر کے بڑی کثرت سے استعمال کیے ہیں۔دوسری وجہ اس کی اہمیت کی یہ ہے کہ زبان و بیان اور لسانی و اسلوبیاتی ارتقا کے لیے نوازش لکھنوی کا دیوان اہمیت کا حامل ہے۔اس دیوان کا ایک ہی نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں محفوظ ہے۔قاضی عبدالودود اس متن کو منظرِ عام پر لانا چاہتے تھے۔انھوں نے اس نسخہ کا جو تعارف آج کل جولائی ۱۹۶۲ء میں کرایا تھا اسے بطور مقدمہ اس کتاب میں درج کر دیا گیا ہے۔نوازش کے حالات کے بارے میں قاضی عبدالودود لکھتے ہیں:

''نوازش حسین عرف میرزا خانی متخلص بہ نوازش کا ترجمہ مصحفی کے تذکرۂ ہندی (سالِ اتمام ۱۲۰۹ھ) یا اس سے قبل کے کسی تذکرے میں نہیں۔'' (۴۵)

نوازش کے والد کا نام حسین علی خان تھا۔ اکبر آباد میں ولادت ہوئی۔ نشو ونما لکھنو میں ہوئی۔ میر سوز کے شاگرد تھے۔ نوازش کے سالِ ولادت کے بارے میں قاضی صاحب لکھتے ہیں:

''میرا خیال ہے کہ نوازش ۱۱۹۲ھ کے لگ بھگ متولد ہوئے ہوں گے۔ دیوان شہید شاگرد ناسخ (نسخہ کتب خانہ خدا بخش پٹنہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ نوازش کا سال وفات ۱۲۷۱ھ ہے۔'' (۴۶)

دیوانِ نوازش کے نسخے کا تعارف درج کیا گیا ہے۔ دیوان کا دیباچہ فارسی میں ہے۔ قاضی عبدالودود نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کی کتابت بھی خود نوازش نے کی ہے۔ دیوان میں سوز کے خاص رنگ کے اشعار ملتے ہیں۔ نوازش کے دیوان میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو ناسخ اور ان کے تلامذہ کے یہاں نہیں ملتے۔ ابتدا میں غزلیات ہیں اور پھر دیگر اصنافِ سخن ہیں۔

دیوانِ نوازش کی فوٹو آفسیٹ نقل دی گئی ہے۔ ابتدا میں چند غزلیات کو مروج املا کے مطابق درج کیا گیا ہے۔ پہلی غزل کا پہلا شعر ہے:

بیت ابروے صنم گھر ہے دل نالان کا اپنا کیا دلچسپ ہے مطلع سرِ دیوان کا (۴۷)

اس غزل کا آخری شعر ہے:

جز نہیں ہے کلِّ اسلام اپنا حبِّ پنجتن اے نوازش یہ طریقہ ہے مرے ایمان کا (۴۸)

دو اور اشعار ذیل میں درج ہیں۔

اس جواں نے پیار میں بھینچا جو آ مجھ زار کو جیتے جی وصل کنار گور و تن یاد آ گیا (۴۹)

لکھے کو آزماتے تو نوازش خط اس کو لکھ کے بھجوایا تو ہوتا (۵۰)

ضمیمہ ایک میں وہ اشعار درج ہیں جو سرور نے فسانہ عجائب میں درج کیے ہیں۔ ان کے اختلافات بھی درج کر دیے گئے ہیں۔ ضمیمہ دو میں صاحب نور اللغات کے نسخہ میں نوازش کے جو اشعار ہیں انھیں جمع کر دیا گیا ہے۔ ضمیمہ تین میں تذکرہ خوش معرکہ زیبا اور ضمیمہ چار میں تذکرہ گلشن بے خار میں درج نوازش کے اشعار کو درج کیا گیا ہے۔

دبستانِ پٹنہ میں قاضی عبدالودود، کلیم الدین احمد اور حمید عظیم آبادی کے نام بطورِ خاص قابل ذکر ہیں۔ خاص طور پر دواوین اور عام طور پر تذکروں کی تدوین کے حوالے سے یہ دبستان اہم ہے۔ قاضی عبدالودود نے تحقیق کے جو معیار پیش کیے ہیں مدونینِ دبستانِ پٹنہ نے متون کی تدوین میں ان اصولوں کو قائم رکھا۔ حوالوں میں احتیاط کا عنصر ان کی تدوین کی خاصیت ہے۔ حوالوں میں مخففات کا بے دریغ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً وحید نسخوں کی مدد سے تدوین کی گئی ہے۔

قاضی عبدالودود نے پٹنہ کے شعرا اور تذکرہ نگاروں کے تذکرہ کو تدوین کیا ہے۔انھوں نے مقدمے میں مصنف اور متن کا تعارف درج کیا ہے تاہم اپنے تدوین کے طریق کار کے بارے میں وضاحت سے بیان نہیں کیا۔انھوں نے بہت سی معلومات درج کی ہیں لیکن ان معلومات سے ان کے طریق کار کے بیان میں ابہام رہ جاتا ہے جسے سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔قاضی صاحب نے دیوان جوشش کے حواشی میں اختلافاتِ نسخ کو بھی جگہ دی ہے اور الفاظ کے مفاہیم بھی درج کیے ہیں لیکن ان کی پیش کش کا طریقہ بہت الجھا ہوا ہے۔مقدمے میں بھی ان حواشی کے طریق کار کی وضاحت نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کی تفہیم میں مشکل پیش آتی ہے۔متن کی لسانی اور املائی خصوصیات کو بھی مقدموں میں درج کر دیا ہے۔انھوں نے بہت تحقیق اور محنت سے ان متون کی تدوین کی ہے۔تدوین کے دبستانِ پٹنہ میں ان کی حیثیت مرکزی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قاضی عبدالودود (مرتب)، دیوانِ جوشش، دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۴۱ء، عرضِ حال، ص:۳

۲۔ ایضاً، ص:۴۰

۳۔ ایضاً، ص:۴۶

۴۔ ایضاً، ص:۷۵

۵۔ ایضاً، ص:۸۴

۶۔ ایضاً، ص:۸۹

۷۔ ایضاً، ص:۹۱ حواشی

۸۔ ایضاً، ص:۹۲

۹۔ ایضاً، ص:۴ متن

۱۰۔ ایضاً، ص:۹۲ حواشی

۱۱۔ ایضاً، ص:۱۶۳ متن

۱۲۔ ایضاً، ص:۹۷ حواشی

۱۳۔ ایضاً، ص:۱۰۰ حواشی

۱۴۔ ایضاً، ص:۴ متن

۱۵۔ ایضاً، ص:۱۰

۱۶۔ ایضاً، ص:۳۳

۱۷۔ ایضاً، ص:۶۶

۱۸۔ ایضاً، ص:۸۳

۱۹۔ ایضاً، ص:۱۰۲

۲۰۔ ایضاً، ص:۱۶۱

۲۱۔ قاضی عبدالودود (مرتب)، تذکرۂ شعرا، ابن امین اللہ طوفاں، پٹنہ: آزاد پریس سبزی باغ، ۱۹۵۴ء، حرفے چند

۲۲۔ ایضاً، مقدمہ

۲۳۔ ایضاً،

۲۴۔ ایضاً،

۲۵۔ ایضاً،

۲۶۔ ایضاً، ص:۱ متن

۲۷۔ ایضاً، ص:۲۰ حواشی

۲۸۔ ایضاً، ص:۱۰ متن

۲۹۔ ایضاً، ص:۴۵، ۴۶ حواشی

۳۰۔ قاضی عبدالودود (مرتب)، دیوانِ رضا عظیم آبادی، پٹنہ: ادارۂ تحقیقاتِ اردو، ۱۹۵۶ء، ص:۱، پیش گفتار

۳۱۔ ایضاً، ص:۲

۳۲۔ ایضاً، ص:۷

۳۳۔ ایضاً، ص:۸

۳۴۔ ایضاً، ص:۹

۳۵۔ ایضاً، حاشیہ

۳۶۔ ایضاً، ص:۱۱، مقدمہ

۳۷۔ ایضاً، ص:۱۵، مقدمہ

۳۸۔ ایضاً، ص:۱، متن

۳۹۔ ایضاً، ص:۲، متن

۴۰۔ ایضاً، ص:۳، متن

۴۱۔ ایضاً، ص:۲۷، متن

۴۲۔ ایضاً، ص:۳۶

۴۳۔ ایضاً، ص:۶۲

۴۴۔ قاضی عبدالودود (مرتب)، قاطع برہان ملقب بہ درفش کاویانی ورسائل متعلقہ، پٹنہ: ادارہ تحقیقاتِ اردو، ۱۹۶۹ء، پیش گفتار

۴۵۔ قاضی عبدالودود (مرتب)، دیوانِ نوازش، پٹنہ: خدا بخش لائبریری، ۱۹۹۳ء، ص:۳، مقدمہ

۴۶۔ ایضاً،ص:۳

۴۷۔ ایضاً،ص:۱۲

۴۸۔ ایضاً،متن

۴۹۔ ایضاً،ص:۱۳

۵۰۔ ایضاً،ص:۱۵

☆......☆......☆